

طویل دورانیہ کی رات اور دن میں

مولوی حماد اللہ، ہالانوی

نماز و روزہ کی ادائیگی کا طریقہ!

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارہ میں کہ:
میرا نام ڈاکٹر فراست خان ہے اور آج کل مانچسٹر (انگلستان) میں میری رہائش ہے، یہاں کے مخصوص موسمی حالات کی وجہ سے چند دینی امور کی ادائیگی میں اشکال ہے، برائے مہربانی اس معاملہ میں رہنمائی فرمائیں:

پہلا مسئلہ رمضان کے متعلق ہے کہ منی تا اگست یہاں پر سورج کے طلوع ہونے سے غروب ہونے تک (بلکہ صبح صادق سے مغرب تک) کا دورانیہ تقریباً ۲۰ گھنٹے کا ہوتا ہے، یعنی افطار سے سحر تک چار یا پانچ گھنٹے کا وقت ہے۔ اسی میں روزہ افطار کرنا، نماز مغرب، رات کا کھانا، عشاء کی نماز، صلوٰۃ التراویح، سحری اور نماز فجر کا اہتمام کرنا ہوتا ہے۔ دن کے ۲۳ گھنٹے کے روزے عام مسلمانوں اور خاص طور سے محنت کش افراد کے لئے سخت آزمائش کے ہوتے ہیں، چند روزے دار اس آزمائش پر بمشکل ہی پورے اترتے ہیں، نیز اتنے طویل وقفے تک بھوکا پیاسا رہنے کی وجہ سے جسم میں بلڈ شوگر (خون کی شکر) کی سطح کم ہو جاتی ہے، یعنی روزے دار تفریط شکر (hyboglaceme) کا شکار ہو جاتے ہیں، یہ کیفیت بے شمار بڑے اثرات کا سبب بنتی ہے اور روزے دار کی خواہش ہوتی ہے کہ جلد از جلد افطار کا وقت ہو اور وہ خون میں شکر کی کمی پورا کر سکے۔ اس وقت تمام روزہ داروں کی نظر ”تقویٰ“ پر نہیں ”افطار“ پر ہوتی ہے۔

اس مسئلہ سے نجات پانے کے لئے اکثر عام مسلمان خاص طور سے محنت کش افراد یا تو روزہ ہی نہیں رکھتے ہیں یا پھر وہ سردیوں کے موسم میں جب دن چھوٹے اور راتیں بڑی ہوتی ہیں۔ رمضان کے روزوں کی قضا رکھ لیتے ہیں، لیکن یہ قضا ایک روزے کی ایک کے حساب سے ہوتی

ہے، ایک کے بدلہ ساٹھ کا کفارہ نہیں ہوتا ہے۔

جن ممالک میں کئی کئی مہینے سورج طلوع نہیں ہوتا، یا سورج غروب نہیں ہوتا، تو وہاں بوجہ مجبوری رہائش پذیر مسلمان شریعت کی کس طرح پابندی کریں؟ اور شرعی احکام پر ان کی روح کے مطابق عمل کر سکیں؟۔

تبلیغ کا کام کرنے والے حضرات کو اس قسم کے سوالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور یہاں کے مقامی حضرات کی تفسی کے لئے ان سوالات کے فکری اور اطمینان بخش جواب کی ضرورت ہے۔

اس سلسلہ میں علماء کرام کی رہنمائی اور راہبری کی ضرورت ہے کہ کیا اس معاملہ میں اجتہاد کیا جائے یا مصر کے جامعہ ازہر کے فتویٰ پر عمل کیا جائے؟ اس فتویٰ کے مطابق روزے اور نماز کے لئے سورج کے طلوع یا غروب ہونے کی چاند کی رویت کا خیال اور لحاظ رکھے بغیر قریب ترین مسلمان مملکت کے نظام الاوقات پر عمل کیا جائے یا مقامی طور پر جو دفاتر کے نظام الاوقات ہیں، ان سے صیام و صلوٰۃ کے نظام الاوقات کو منسلک کر دیا جائے؟ برائے مہربانی اس معاملہ میں رہنمائی کی جائے۔

مستفتی: ڈاکٹر فراسٹ خان مانچسٹر، برطانیہ

الجواب ومنه الصدق والصواب

واضح رہے کہ صبح صادق سے روزے کا آغاز ہوتا ہے اور غروب آفتاب ہونے پر اس کا اختتام ہوتا ہے، اگر جغرافیائی اور موسمی حالات کے لحاظ سے گھنٹوں کے شمار میں کمی و بیشی ہوتی ہے، مثلاً: دن بارہ گھنٹے کے بجائے بیس گھنٹے کا ہوتا ہے، تب بھی آفتاب غروب ہونے تک روزہ رکھنا لازم ہے۔ سورج غروب ہونے سے پہلے گھنٹوں کا حساب کر کے افطار کرنا جائز نہیں ہوگا، اگر کوئی شخص ایسا کرے تو قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

قرآن مجید میں ہے:

”ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ“ (البقرة: ۱۸۷)

ترجمہ: ”پھر رات تک روزہ کو پورا کیا کرو“۔ (بیان القرآن: ۱/۱۰۶، ط: میر محمد)

مجموعۃ الفتاویٰ میں ہے:

”روزے کے احکام کے نصوص جمیع مکلفین کے لئے ہر شہر اور ہر زمانہ میں عام

ہیں، لہذا اختلاف اقلیم اور طول نہار کی وجہ سے کوئی خلل نہ پڑے گا، اور یہ

خیال کرنا کہ: جہاں دن بہت بڑا ہوتا ہے وہاں روزہ ہلاکت کا باعث ہے، غلط

ہے، کیونکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام کو عام رکھا ہے، اسی طرح جہاں روزہ رکھنا طاقت بشریہ سے خارج معلوم ہوتا ہے، وہاں ابن آدم کا مسکن نہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا“ (البقرة: ۲۸۶)

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مکلف نہیں بناتا مگر اسی کا جو اس کی

طاقت میں ہو“۔ (بیان القرآن: ۱/۱۷۴، ط: میر محمد)

باہمت قوی مزاج لوگ اتنے بڑے دن کا عموماً تحمل کر لیتے ہیں، اسی لئے وہاں خود ان کا ہی دن معتبر ہوگا، کسی دوسرے حساب کی ضرورت نہیں۔ بلغار میں زمانہ صیف میں رات اتنی چھوٹی ہوتی ہے کہ بعض اوقات غروب شفق کے ساتھ ہی صبح صادق کا طلوع ہوتا ہے، وہاں مسلمان لوگ روزہ رکھتے ہیں، رمضان جاڑے میں پڑے یا گرمی میں اور آفاقی بھی جو وہاں ہوتے ہیں روزہ رکھتے ہیں، کوئی روزہ رکھنے کی وجہ سے مرتا نہیں“۔

(مجموع الفتاویٰ: ۱/۲۹۶، ط: سعید)

جواہر الفتاویٰ میں ہے:

”ایسے تمام علاقوں میں جہاں دن اور رات کا مجموعہ ۲۴ گھنٹے ہوتا ہے اور رات اتنی دیر رہتی ہے کہ نماز مغرب سے فارغ ہو کر صبح صادق سے پہلے کھانا کھایا جاسکے، وہاں روزہ رمضان کا حکم یہ ہے کہ جو لوگ اتنا طویل روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں، جس کا ثواب بھی دوسرے علاقوں کے مقابلہ میں زیادہ ہوگا، اور جو لوگ بیماری، بڑھاپے یا کمزوری کے باعث اتنا طویل روزہ رکھنے کی قدرت نہیں رکھتے، بیمار پڑ جانے، یا بیماری بڑھ جانے کا قوی امکان ہے، وہ لوگ روزوں کی قضاء اپنے موسم میں کر لیا کریں جب کہ دن کا طول اُن کے لئے قابل برداشت ہو جائے“۔

(جواہر الفتاویٰ: ۱/۱۳۵، ط: اسلامی کتب خانہ)

در مختار میں ہے:

”(قوله: العاجز عن الصوم) أي عجزاً مستمراً كما يأتي، أما لو لم يقدر عليه

لشدة الحر كان له أن يفطر ويقضيه في الشتاء“۔ (۲/۳۲۷، ط: سعید)

جن علاقوں میں طویل دورانیہ کا دن، پھر اسی طرح طویل دورانیہ کی رات کا سلسلہ رہتا ہے، وہاں جس طرح نماز کے اوقات کا اندازہ سے تعین کیا جاتا ہے، اسی طرح ماہ رمضان کے

روزوں کے اوقات کا بھی تعین کیا جائے، اس سلسلے میں آسان صورت یہ ہے کہ ایسے مقام کے باشندے جو ان کے قریب مقامات ہیں، جہاں معمول کے مطابق دن رات کی آمد و رفت کا سلسلہ ہے، اس کے مطابق عمل کریں۔

فتاویٰ شامی میں ہے:

”و یجری ذلک فیما لو مکثت الشمس عند قوم مدة..... قال فی امداد الفتح قلت: و كذلك یقدر لجميع الأجل كالصوم والزکوة والحج والعدة وأجل البیع والسلم والإجارة، وینظر ابتداء الیوم فیکدر کل فصل من الفصول الأربعة بحسب ما یکون کل یوم من الزیادة والنقص کذا فی کتب الأئمة الشافعية ونحن نقول بمثله إذ أصل التقدير مقول فی اجماعا فی الصلوات“۔

تاتارخانیہ میں ہے:

”وفی القدوری (إذا کان بین البلدین تفاوت لا یختلف المطالع لزم حکم أهل إحدى البلدین البلدة الأخری، فأما إذا کان تفاوت یختلف المطالع) لم یلزم حکم إحدى البلدین البلدة الأخری، و ذکر شیخ الإمام شمس الأئمة الحلوانی أن الصحیح من مذهب أصحابنا أن الخبر إذا استفاض وتحقق فیمابین أهل إحدى البلدین، یلزمهم حکم أهل هذه البلدة“۔

الجواب صحیح
محمد عبد الجبید دین پوری

الجواب صحیح
شعیب عالم

کتبہ
سید حامد اللہ ہالانوی
تخصّص فقہ اسلامی

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی